امتحان

مرزا فرحت اللہ بیگ

(1883ء۔۔۔1947ء)

ابتدائی حالات:

مرزا فرحت اللہ بیگ دہلی میں پیدا ہوئے اور جدید اسٹیٹ اسکول دہلی سے ایف اے کیا۔ روزگار حاصل نہیں ہوا اور گزر کی کوئی راہ 1907ء میں پھر آباؤ اجداد کے پیشے تعلیم اور بعد میں صحافت کی طرف توجہ دی اور بیسویں صدی کے وسط تک اسی سے وابستہ رہے۔ ورثے کرنے کے ہوم سیکرٹری کے عہدے تک پہنچے جہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد حیدرآباد میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ انہوں نے بیسویں صدی میں وفات پائی۔

اسلوب نگارش:

مرزا فرحت اللہ بیگ کا طرز تحریر سادہ اور بے تکلف ہے۔ وہ بڑے سے بڑے مسئلے کو بڑی سہولت اور بے ساختگی کے ساتھ زبان قلم سے حوالہ قرطاس کر دیتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں تصنع اور بناوٹ کا نام نہیں۔ موضوع کی نوعیت خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو، ان کی تحریر میں خاص لطف و چاشنی پائی جاتی ہے۔ (فاضل مرتبہ: احمد صدیقی)

-فرحت کے اسلوب کی نمایاں خوبی ان کی شگفتہ بیانی ہے۔ وہ ہلکے پھلکے انداز میں اپنی بات کہتے ہیں، جو قاری کو بوجھل نہیں ہونے دیتا۔ ان کی تحریروں میں طنز کی ہلکی سی چاشنی ہمیشہ موجود رہتی ہے، جو قاری کو مسکرانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ان کا اسلوب سادہ، رواں اور دلچسپ ہے۔ وہ مشکل سے مشکل موضوع کو بھی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ قاری اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ ان کی تحریروں میں مکالمہ نگاری کا انداز بھی بہت نمایاں ہے۔ وہ اکثر اپنے مضامین کو خیالی گفتگو کی شکل میں پیش کرتے ہیں، جس سے تحریر میں دلچسپی اور بڑھ جاتی ہے۔ (فاضل مرتبہ: احمد صدیقی)

تصانیف:

مرزا فرحت اللہ بیگ کی ابتدائی تحریریں "مرزا اللم ترجم" کے قلمی نام سے لکھنے کو ملتی ہیں۔ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق اور مولانا عبدالحلیم شرر نے ان کی حوصلہ افزائی اور اپنے رسائل میں جگہ دے کر انہیں متعارف کرایا۔ "مولوی نذیر احمد کی کہانی کچھ میری اور کچھ ان کی زبانی" ان کا پہلا مضمون ہے جو 1907ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ان کے مضامین کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان کے مضامین کے پہلے مجموعے "مضامین فرحت" کے نام سے 1929ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ان کے مضامین کے کئی مجموعے شائع ہوئے۔ ان کے مضامین کے مجموعوں کے نام یہ ہیں: "مضامین فرحت" (دو حصے)، "نذیر احمد کی کہانی کچھ میری اور کچھ ان کی زبانی"، "پھول والوں کی سیر"، "اردو کی آخری کتاب"، "مشاعرہ" ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

ان کے مضامین "مضامین فرحت" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ مضمون نگار، خاکہ نگار، انشائیہ نگار اور مزاح نگار کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں۔ ان کی مزاحیہ تحریروں میں "مولوی نذیر احمد کی کہانی کچھ میری اور کچھ ان کی زبانی" اور "اردو کی آخری کتاب" بہت مشہور ہیں۔ ان کی تحریروں میں طنز کی ہلکی سی چاشنی ہمیشہ موجود رہتی ہے، جو قاری کو مسکرانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ ان کا اسلوب سادہ، رواں اور دلچسپ ہے۔ وہ مشکل سے مشکل موضوع کو بھی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ قاری اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ ان کی تحریروں میں مکالمہ نگاری کا انداز بھی بہت نمایاں ہے۔ وہ اکثر اپنے مضامین کو خیالی گفتگو کی شکل میں پیش کرتے ہیں، جس سے تحریر میں دلچسپی اور بڑھ جاتی ہے۔ (فاضل مرتبہ: احمد صدیقی)

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
الکٹ سالی	آئسو جمجد، شکی ورنا	ادام خوری	لذیذ سے سے کھانے والی اداد
بدیر، اخلی	اخلی ورسے کے ساتھ	تشقی	تشقی، تسکین
غلام زادہ	غلام کا بچہ	کنڈیر	نابینا، معمولی
محورت	محو ہونا، مست ہونا	تحقیق	پاربتان، کھوا ہوا

مستقبل	فیاضانہ، دوست معروف	نام	شرعیہ
محسن انسان	انسان مند	فخر دوعالم، دوجہان	اپنے آپ پر، بعد نکالنا

سبق کا خلاصہ

زیر نظر مضمون مرزا فرحت اللہ بیگ کے مجموعے "مضامین فرحت" سے لیا گیا ہے۔ مصنف نے واضح کیا ہے کہ امتحان میں کامیابی کے لیے اس شخص میں نے ڈھونڈی ہے جسے کامیابی حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی ہے۔ مضمون نگار امتحان سے نہیں گھومتا کیونکہ وہ ماحول کی طرف توجہ نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ امتحان میں اچھا نمبر لانا بھی ہنر سمجھا جاتا ہے۔ مجھے اپنے دوستوں پر ہنسی آتی ہے۔ جن کی شکل امتحان کے دنوں میں دیکھی نہیں جاتی ہے۔ ہر انسان کے دماغ میں سب کچھ بھول کر امتحان کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں۔ مضمون نگار اتنی آسانی سے امتحان نہیں دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی ہے جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ مصنف کا خیال ہے کہ امتحان کے دنوں میں انسان کو اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ امتحان کے دنوں میں کھیل کود کو بھی ضروری سمجھتا ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی ہے جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ مصنف کا خیال ہے کہ امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی ہے جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔

بیسویں سالگرہ بیچ میں تھی۔ دونوں بھائی بڑے ہوئے تھے اور سکول سے صحیح و سلامت نکل آئے تھے۔ اس دوران اگر کوئی بات تھی تو یہی کہ دونوں بھائی میں عقل کا سوتی کپڑا ٹھوس نہ تھا۔ والدین نے کسی طرف بھی کبھی کوئی اتنی محنت نہ کی کہ بچپن میں کیوں نہ ٹھاکر کو بھی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی ہے جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ مصنف کا خیال ہے کہ امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی ہے جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔

اصل میں مرزا فرحت اللہ بیگ نے یہاں ان طالب علموں کو مخاطب کیا ہے جو امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت نہیں کرتے ہیں جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ وہ ان طالب علموں کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی ہے جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔

آخر پر، جیسے ہی امتحان کے دن قریب آنے لگتے ہیں، امتحان میں شرکت کرنے کے بارے میں خوف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جیسے ہی کوئی بھائی امتحان میں شرکت کرنے کی بات کرتا ہے، وہ اس میں شرکت نہیں کرتے ہیں۔ جیسے ہی کوئی بھائی امتحان میں شرکت کرنے کی بات کرتا ہے، وہ اس میں شرکت نہیں کرتے ہیں۔

اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور منظور ہوگئی اور ایک دن وہ آیا کہ ہم حال ٹکٹ لیے ہوئے مقام امتحان پر پہنچ گئے۔ گویا یاد نہیں کیا تھا، لیکن دو وجہ سی کامیابی کی امید تھی: ایک تو یہ کہ "امداد غیبی" ہوگی اور دوسری یہ کے "پرچوں کی الٹ پھیر۔" شاید وہ حضرات جو امتحان میں کبھی شریک نہیں ہوئے، اس مضمون کو نہ سمجھیں اس لئے ذرا وضاحت سے غرض کرتا ہوں۔ "امدادی غیبی" سے مراد امیدواران کو دوسرے سے یا کسی بیلذات نگران کار سے یا اندر موقع کتاب سے پہنچ جاتی ہے۔ پرچوں کی الٹ پھیر گو بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے لیکن تقدیر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔

مصنف کا نام: مرزا فرحت اللہ بیگ

سبق کا عنوان: امتحان

حل لغت: درخواست شرکت: شریک ہونے کی درخواست۔ مقام امتحان: امتحان کرہ۔ گو: اگرچہ۔ امداد غیبی: غیب سے ملنے والی مدد۔ الٹ پھیر: ردوبدل۔ اصطلاح: خاص معنی۔ عندالموقع: موقع کے قریب۔ بظاہر: دیکھنے میں۔ تقدیر: قسمت۔

سیاق و سباق:

اس اقتباس میں مصنف امتحان میں شریک ہونے والے طالب علم اور ان کی امتحانی تیاری کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخر کار جیسے انسان کے دوران قریب آنے لگے، امتحان میں شرکت نہ کرنے کے بہانے تلاش کرنا شروع کر دیئے۔ والد صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنی محنت کی ہے تو شرکت بھی کرو۔ کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی مگر اسے امتحان میں شرکت کی دعوت مل گئی۔ خیر امتحان میں کامیابی کی امید کے لیے تقریباً پونے دس بجے کرہ امتحان میں داخل ہوگیا۔ خیال کرتے ہوئے کی ضرور کوئی نہ کوئی غیبی مدد میسر آئے گی۔ دو بجے سے کامیابی کی امید لگائے بیٹھا تھا۔ ایک تو غیب سے مدد ملنے والی اور دوسری یہ کہ پرچوں کی ہیرا پھیری اگرچہ بھر مشکل نظر آتی ہے لیکن کر دیتی ہے۔ تقدیر اور تدبیر کے بارے میں جن لوگوں نے امتحان میں شرکت نہیں کی وہ اسے کبھی سمجھیں گے۔ تبدیل کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں۔

تشریح:

اس اقتباس میں مصنف نے امتحان میں شریک ہونے والے طالب علموں اور ان کی امتحانی تیاری کا ذکر کیا ہے۔ اس نے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی مگر اس امتحان میں شرکت کی دعوت مل گئی۔ ہر امتحان میں کامیابی کی امید کے لیے تقریباً پونے دس بجے کرہ دھیان میں داخل ہوگیا۔ خیال کرتے ہوئے کی ضرور کوئی نہ کوئی غلطی امداد میسر آئے گی۔ کی امید لگائے بیٹھا تھا ایک تو غیب سے ملنے والی امداد یعنی قدرت کوئی کامیابی کا وسیلہ بنا دے گی۔ دونوں پرچوں کی ہیرا پھیری اگرچہ ہیرا پھیری مشکل نظر آتی تھیں لیکن تکییر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔ کے بارے میں جن لوگوں نے امتحان میں شرکت نہیں کی وہ ایسے کام نہیں سمجھیں گے۔ اس لئے طالب علم خود ہی

اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ امداد غیبی سے مراد وہ مدد ہے جو ایک دوسرے سے یا کسی بیلذات نگران سے مشکل کے وقت پہنچ جاتی ہے۔ تقدیر کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں۔

حل مشقی سوالات

1۔ مختصر جوابات دیں۔

(الف) مضمون نگار کو امتحان سے گھر آنے والوں پر ہنسی کیوں آتی ہے ؟

جواب: مضمون نگار کہتے ہیں کہ مجھے ہنسی اس لیے آتی ہے کہ آخر امتحان ایسا کیا ہوتا ہے؟ دو ہی صورتیں: فیل یا پاس۔ اس سال کامیاب نہ ہوئے، آئندہ سال سہی۔

(ب) جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے، مضمون نگار کے دوستوں ہم جماعتوں کا کیا حال ہوتا؟

جواب: جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے۔ مضمون نگار کے دوستوں ہم جماعتوں کے دماغ تحتلاور ان کی صورت اتنی سی نکل آتی تھی۔

(ج) مضمون نگار نے کون سا امتحان دیا تھا؟

جواب: مضمون نگار نے قانون یعنی وکالت کا امتحان دیا تھا ۔

(د) مضمون نگار نے امتحان دیا تو کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: مضمون نگار جملہ مضامین میں بدرجہ اعلی فیل ہوا ۔ اس میں صرف دو نمبر حاصل کیے۔

(ہ) مضمون نگار کے والد نے کس طرح اسے تسلی دی؟

جواب: مضمون نگار کے والد نے کہا کہ بیٹا گھبرانے کی کوئی بات نہیں، اس سال نہیں آئیگا ثالث ہیں آخر کب تک بے ایمانی ہوگی۔

2۔ سبق "امتحان" کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: سبق کا خلاصہ شروع میں دے دیا گیا ہے۔

3۔ مندرجہ ذیل الفاظ اور تراکیب کے معانی لکھیں۔

جواب:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مختل	بگڑا ہوا، خلل انداز	ممتحن	امتحان لینے والا
مستغرق	ڈوبا ہوا، بہت مصروف	تشفی	تسلی، تسکین
محویت	توجہ، مشغولیت	اشک سوئی	آنسو پونچھنا، تسلی دینا
کمترین	ناچیز، معمولی	امدادِ غیبی	غیب سے ہونے والی امداد
خادم زادہ	خادم کا بیٹا	بدرجہ اعلی	اعلی درجے کے ساتھ
خادم	ملازم، نوکر		

4۔ واحد الفاظ کی جمع لکھیں۔

جواب: امتحان، خیال، مشغلہ، وکیل، ممتحن، تدبیر، مضمون

واحد	جمع	واحد	جمع
امتحان	امتحانات	خیال	خیالات

مشغلہ	مشاغل	وکیل	وکلا
تدبیر	تدابیر	مضمون	مضامین
ممتحن	ممتحین		

5۔ اِعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

جواب: حَوَاسْ، مُخْتَلْ، مَشْغَلَہ، مُسْتَغَرِقْ، خَلِیْق

6۔ متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (√) سے کریں۔

جواب: (1) بندے پر امتحان کا اثر نہیں تھا:

الف۔ رتی برابر　　ب۔ ذرا برابر

ج۔ بالکل　　د۔ معمولی

(2) طالب علم نے کتنے سال میں لا کلاس کا کورس پورا کیا؟

الف۔ چار سال　　ب۔ دو سال

ج۔ تین سال　　د۔ پانچ سال

(3) لا سکول میں کون طالب علم کا دوست تھا؟

الف۔ لکچرار صاحب　　ب۔ پرنسپل صاحب

ج۔ منشی صاحب　　د۔ چوکیدار

(4) طالب علم نے کس سے پوچھا کہ یہ پرچہ کس مضمون کا ہے؟

الف۔ نگران صاحب سے　　ب۔ گارڈ صاحب

ج۔ سپرنٹینڈنٹ سے　　د۔ کسی طالب علم سے

(5) طالب علم کتنی دیر میں کمرے سے باہر نکل آتا؟

الف۔ ایک گھنٹے بعد　　ب۔ آدھا گھنٹا بعد

ج۔ دو گھنٹے بعد　　د۔ تین گھنٹے بعد

جواب:

1	2	3	4	5
الف	ب	ج	ب	ب

7۔ متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے خالی پُر کریں۔

جواب: (الف) لوگ امتحان کے نام سے گھبراتے ہیں لیکن مجھے ان کے گھبرانے پر ہنسی آتی ہے۔

(ب) والد صاحب قبلہ خوش تھے کہ بیٹے کو قانون کا شوق ہو چلا ہے۔

(ج) کسی زمانے میں بڑے بڑے وکیلوں کے کان کترے گا۔

(د) لیمپ روشن کر کے آرام سے سات بجے سے سو جاتا اور نو بجے اُٹھتا۔

(ہ) قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور منظور ہو گئی۔

(و) یہاں ایک بہت خلیق اور ہنس مکھ نگران کار تھے۔

(ز) ایک مقنن ایک اصول قائم کرتا ہے، دوسرا اس کو توڑ دیتا ہے۔

(ح) والد صاحب روز گیارہ بجے سے آجاتے اور نیچے صحن میں بیٹھے رہتے۔

(ط) والد نے عرض کیا کہ خادم زادہ اس سال امتحان میں شریک ہوا ہے۔

(ی) سو دن چور کے تو ایک دن شاہ کا۔

8۔ متن کو مدِ نظر رکھ کر کالم الف میں دیے گئے الفاظ کو کالم ب کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

جواب:

کالم الف	کالم ب	کالم ج
فرحت اللہ بیگ	لا کلاس	امتحان
فیل	مرنا	پاس
جینا	بڑھیا	مرنا
دو سال	امتحان	لا کلاس
بڈھا	پاس	بڑھیا

تقدیر	ناکامیابی	تدبیر
مشکل	منظور	آسان
کامیابی	تدبیر	ناکامیابی
درخواست	آسان	منظور

9۔ درج ذیل اقتباس کی تشریح سیاق و سباق کے حوالے سے کیجئے۔

اقتباس: بعض وقت والد والدہ کہتے بھی تھے کہ اتنی محنت نہ کیا کرو، لیکن میں زمانے کی ترقی کا نقشہ کھینچ کر ان کا دل خوش کر دیتا تھا۔ خدا خدا کر کے یہ مشکل بھی آسان ہوگی اور امتحان کا زمانہ قریب آیا۔ میں نے گرمی بہت کہا کہ ابھی میں امتحان کے لیے جیسا چاہیے ویسا تیار نہیں ہوں لیکن میری مسلسل حاضری حالات اور شبانہ روز کی محنت نے ان کے دلوں پر سکہ بٹھا رکھا تھا۔ وہ کب ماننے والے تھے، پھر بھی اسے اتنا اپنے بچاؤ کے لیے ان سے کہہ دیا کہ اگر میں فیل ہو جاؤ تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوگی کیونکہ میں اپنے آپ کو بھی امتحان کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن والد صاحب مسکرا کر بولے کہ امتحان سے کون ڈرے تھے جب محنت کی ہے تو شریک بھی ہو جاؤ کامیابیاں ناکامیابی خدا کے ہاتھ میں ہے۔

جواب: **مصنف کا نام:** مرزا فرحت اللہ بیگ

سبق کا عنوان: امتحان

حل لغت: مسلسل: لگاتار، لا کلاس :قانون سیکھنے کی جماعت، شبانہ روز: دن رات، سکہ بٹھان: اروپ قائم کرنا، نہ کامیابی: ناکامی۔

سیاق و سباق: اس اقتباس میں مصنف نے امتحان میں شریک ہونے والے طالب علموں اور ان کی ان کی امتحانی تیاریکا ذکر کیا ہے میری ساری محنت کو دیکھ کر والد اور والدہ یہ بھی کہتے تھے کہ بیٹے اتنی محنت نہ کیا کرو لیکن میں انہیں یہ کہہ کر خاموش کرا دیتا کہ محنت کے بغیر انسان عظمت حاصل نہیں کر سکتا۔ شخصی اور قومی محنت کا انحصار ذاتی محنت پر ہے کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام آتی ہے کیونکہ محنت کے بغیر اچھا مقام حاصل کرنا مشکل ہے۔ گھر والے سمجھتے ہیں کہ ہمارا بچہ الگ بیٹھ کر پڑھائی میں مصروف ہے جب کے میں سات بجے ہی میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہا ہوتا ہے اور سکون سے نو بجے اٹھتا اس دوران اگر کوئی بلاتا بھی تو میں پڑھائی میں خلل کا سوچ کر خاموش رہتا۔

تشریح:

مصنف نے اس پیراگراف میں ایک طالب علم کی زبانی اپنے امتحان کے لیے کی جانے والی محنت کے بارے میں مزاحیہ انداز میں بتایا ہے کہ میری ظاہری محنت کو دیکھ کر والد اور والدہ یہ بھی کہتے تھے کہ بیٹے اتنی محنت نہ کیا کرو لیکن میں انہیں یہ کہہ کر خاموش کرا دیں تاکہ محنت کے بغیر انسان عزت اور عظمت حاصل نہیں کر سکتا سکسی اور قومی محنت کا انحصار ذاتی محنت کر کے کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام

آتی ہے کیونکہ محنت کے بغیر اچھا مقام حاصل کرنا مشکل ہے میری یہ خوش کن باتیں سن کر میرے والدین خاموش ہوجاتے۔ امتحان کے دن قریب آگئے میں نے باتوں باتوں میں کئی بار یہ بات باور کرانے کی کوشش کی کہ میری تیاری اس قابل نہیں کہ امتحان دیا جائے لیکن میری محنت اور پڑھائی میں مصروفیت کو دیکھتے ہوئے والد صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنی محنت کی ہے تو شرکت بھی کرو کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے میں نے کہا کہ اگر میں فیل ہوگیا تو اس کی ذمہ داری گھر والوں پر ہوگی کیونکہ میں ذہنی طور پر امتحان کے لئے تیار نہیں ہوں۔ والد صاحب مسکرا کر کہتے کہ تم امتحان سے کیوں ڈرتے ہو، جب تم نے جی بھر کر محنت کی ہے تو شریک بھی ہو جاؤ کیونکہ کامیابی اور ناکامی کے بارے میں تو صرف اللہ ہی جانتا ہے عزت اور ذلت تو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔